فتاوی

سوال:- ایک اہلحدیث مولوی صاحب وعظ میں منبر پر بیان فرماتے تھے کہ حضور کی پیدائش نور سے ہے اگر حضور کو خدا پیدا نہیں کرتا تو آسمان زمین یں جن و انس کچھ نہیں پیدا کرتا اور حضور کا لعاب دہن مبارک خوشبودار ہوتا تھا حتی کہ بول و براز بھی خوشبودار ہوتا تھا۔ لوگ جسم پر لعاب دہن مبارک مل لیا کرتے تھے۔ حالانکہ آپ اسی خیال سے لعاب دہن اور بول وغیرہ کو لوگوں سے پوشیدہ کر کے پھینکا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ بول پوشیدہ کر کے چارپائی کے نیچے چھپا کر رکھا تھا۔ ایک خادمہ نے خاک روبی کرتے ہوئے بول پایا تو مارے خوشبو کے اٹھا کر پی گئی اور حضور کے جسم مبارک کا سایہ نہیں ہوتا تھا۔ کیا یہ سب باتیں سچ ہیں اگر سچ ہیں تو کیا قرآن سے یا حدیث سے ثابت ہیں؟

عبد العلیم - سراوہ - پٹنہ

جواب:- ان مولوی صاحب نے اپنے وعظ میں آٹھ باتوں کا دعوی کیا ہے نمبروار ہر ایک کے متعلق مختصراً عرض ہے

پہلی بات - حضور کی پیدائش نور سے ہے

غالباً مولوی صاحب مذکور نے یہ دعوی احادیث ذیل کی رو سے کیا ہے۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ یا جابر۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُوْرِہٖ۔ اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ۔ اَنَا مِنَ اللّٰہِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنِّیْ۔

پہلی حدیث عموماً بلا سند ذکر کی جاتی ہے اور عام طور سے جہلا کی زبانوں پر جاری ہے مگر اس روایت کے موضوع ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔

دوسری روایت زرقانی وغیرہ نے مصنف عبد الرزاق سے بلا سند لکھی ہے اور مصنف عبد الرزاق میں موضوع حدیثیں بھی موجود ہیں اور فضائل ومناقب میں اس کی روایتوں کا کم اعتبار کیا جاتا ہے اس لئے یہ روایت بھی ناقابل اعتبار و التفات ہے۔ پہلی اور دوسری حدیث کے موضوع ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ صحیح احادیث میں مخلوقات الہی میں عرش اور پانی کے ماسوا سب سے پہلے قلم کی پیدائش کی تصریح آگئی ہے چنانچہ ارشاد ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمَ - (احمد والترمذی وصححہ ابوداؤد وسکت عنہ) قال الحافظ وقد وقع فی قصۃ نافع بن زید الحمیری بلفظ کان عرشہ علی الماء ثم خلق القلم فقال اکتب ما ھو کائن ثم خلق السموات والارض فصرح بترتیب المخلوقات بعد الماء والعرش قال ویجمع بینہ وبین ما قبلہ بان اولیۃ القلم بالنسبۃ الی ما عدا الماء والعرش او بالنسبۃ الی ما منہ صدر من الکتابۃ

الی انہ قیل لہ اکتب اول ماخلق (فتح الباری پ۱۳ ص ۱۸۹)

تیسری روایت بھی موضوع ہے حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں لا اعرفہ (تذکرۃ الموضوعات ص ۸۶)

چوتھی روایت بھی جھوٹی ہے ملا علی قاری حنفی موضوعات کبیر میں لکھتے ہیں قال العسقلانی انہ کذب مختلق وقال الزرکشی لایعرف وقال ابو تیمیۃ موضوع وقال السخاوی ھو عند الدیلمی بلا اسناد عن عبد اللہ بن جراد مرفوعا انا من اللہ والمومنون منی الخ انتھی۔ دوسری تیسری چوتھی روایت کے غلط اور باطل ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ صحیح مسلم کی روایت خلقت الملئکۃ من نور کے مطابق فرشتوں کی تخلیق نور سے ہوئی ہے اور قرآن میں آنحضرت کے فرشتہ ہونے کی نفی کی گئی ہے وَلَا اَقُوْلُ اِنِّیْ مَلَکٌ۔ اور یہ ہر شخص کو مسلم ہے کہ آنحضرت آدم کی اولاد سے ہیں اور آدم کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے اسلئے آنحضرت کے بجائے نور ـــــ مٹی سے پیدا ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہا حضرت عائشہ سے مرفوعاً مروی ہے خُلِقَتِ الْمَلٰئِکَۃُ مِنْ نُوْرٍ وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَخُلِقَ اٰدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَکُمْ (مسلم)

اور یہ روائتیں عقلاً بھی غلط اور باطل ہیں کیونکہ اگر نور خدا سے ہونے کا یہ معنی ہے کہ آپ کا نور عین وکل نور خدا ہے تو آنحضور کا خدا ہونا لازم آئے گا اور اگر یہ نور جزو نور خدا ہے تو خدا کی تجزی اور قسمت لازم آئے گی اور یہ دونوں صورتیں باطل ہیں۔

بہرکیف مولوی صاحب کی پہلی بات عقلاً اور نقلاً باطل اور غلط ہے۔ یہ عقیدہ اور قول تو بدعتیوں کا ہے اس لئے مجھے مولوی مذکور کے اہلحدیث ہونے کا یقین بلکہ تصور بھی نہیں ہوتا شخص مذکور قطعاً جاہل اور بدعقیدہ ہے

دوسری بات اس حدیث سے ماخوذ ہے جو عام طور پر بدعتیوں کی زبان پر ہے اور جاری ہے لولاک لما خلقت الافلاک۔ لیکن یہ روایت موضوع اور جھوٹی ہے قال الصغانی موضوع کذا فی الخلاصۃ (تذکرۃ الموضوعات ص ۸۶ والموضوعات الکبیر للملا علی القاری الحنفی والفوائد المجموعۃ للشوکانی یہ حدیث دیلمی اور ابن عساکر نے بالترتیب یوں روایت کی ہے عن ابن عباس مرفوعا اتانی جبریل فقال یا محمد لولاک ما خلقت الجنۃ ولولاک ما خلقت النار وفی روایۃ ابن عساکر لولاک ما خلقت الدنیا۔ مسند الفردوس دیلمی کی اور تاریخ ابن عساکر کی موضوع اور جھوٹی روایتوں سے بھری ہیں۔

تیسری بات "آپ کا لعاب دہن مبارک خوشبودار ہوتا تھا" آپ کے لعاب دہن کے خوشبودار ہونے کے بارے میں کوئی صحیح یا ضعیف حدیث مجھے نہیں ملی اور میں وثوق سے کہتا ہوں کہ یہ محض دعویٰ ہے جو کسی روایت سے ثابت نہیں اگر اس مضمون کی کوئی روایت بسند صحیح ثابت ہو تو تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہوگا۔

چوتھی بات "بول و براز بھی خوشبودار ہوتا تھا" قطعاً جھوٹ اور غلط اور بے ثبوت ہے کسی روایت سے آپ

کے بول وبراز کا خوشبودار ہونا ثابت نہیں ہے اسی لئے کسی معتبر محدث یا فقیہ نے اس کے خوشبودار ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ پانچویں بات "لوگ اپنے بدن پر لعاب دہن مبارک مل لیا کرتے تھے" بلاشک وشبہ صحابہ کرام فرطِ عقیدت وغایت محبت اور انتہائی عشق نبی کی بنا پر آپ کا رینٹھ اور تھوک ہاتھوں ہاتھ لیتے تھے اور اپنے چہروں اور جسموں پر مل لیا کرتے تھے اور آپ کے وضو کا پانی بھی اپنے جسموں پر مل لیتے تھے لیکن اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ تھوک اور رینٹھ اور وضو کا پانی خوشبودار ہوتا تھا۔ بلکہ انتہائی عشق رسول و محبت نبی و والہانہ شیفتگی و عقیدت کی بنا پر تبرکاً ایسا کرتے تھے اور تبرکاً و عقیدۃً ایسا کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ خوشبودار بھی ہوتا تھا صلح حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کرام نے عروہ کی موجودگی میں آپ کا رینٹھ اور تھوک اپنے بدنوں پر مل کر جس شیفتگی اور حیرت انگیز عقیدت کا اظہار کیا ہے اس کے متعلق حافظ ابن حجر لکھتے ہیں وفیہ طہارۃ النخامۃ و الشعر المنفصل والتبرک بفضلات الصالحین الطاہرۃ ولعل الصحابۃ فعلوا ذالک بحضرۃ عروۃ وبالغوا فی ذلک اشارۃ منہم الی الرد علی ما خشیہ من فرارہم فکانہم قالوا بلسان الحال من یحب امامہ ھذہ المحبۃ ویعظمہ ھذا التعظیم کیف یظن انہ یفر عنہ ویسلمہ لعدوہ بل ہم اشد اغتباطا بہ وبدینہ ونصرہ من القبائل التی یراعی بعضہا بعضاً بمجرد الرحم (فتح الباری شرح صحیح بخاری) یہ بھی صحیح ہے کہ آنحضور کا لعاب دہن باعث برکت وشفا تھا چنانچہ آپ کا لعاب دہن لگانے سے حضرت علی کا آشوب چشم دور ہو گیا (بخاری مسلم مسند احمد) خالد بن الولید کا زخم لعاب دہن لگانے سے اچھا ہو گیا (مسند احمد۔ عبدالرزاق۔ عبد بن حمید۔ ابن عساکر) آپ کی کلی کا پانی پینے اور اوپر چھڑکنے سے ایک گونگا اچھا ہو گیا اور بولنے لگا (ابن ماجہ و ابونعیم) لعاب نبوی ملنے سے ایک جلا ہوا بچہ اچھا ہو گیا (مسند احمد بن حنبل۔ مسند ابوداؤد وطیالسی۔ تاریخ بخاری۔ خصائص کبریٰ للسیوطی) ایک صاع آٹے اور ایک بکری کے گوشت میں لعاب دہن ملا دینے سے اتنی برکت ہوئی کہ ہزاروں آدمی آسودہ ہو گئے اور آٹے اور گوشت میں کوئی کمی نہیں ہوئی (بخاری)۔ غرض یہ کہ اس قسم کے واقعات ایک دفعہ نہیں بلکہ متعدد دفعہ پیش آئے لیکن کسی واقعہ سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ آپ کا لعاب دہن یا رینٹھ خوشبودار بھی ہوتا تھا۔ آپ مجسم باعثِ خیر و برکت و سبب شفا ہونا اور چیز ہے اور لعاب دہن کا خوشبودار ہونا اور چیز ہے دونوں میں تلازم نہیں ہے۔ ہاں اگر کسی صحیح روایت سے یہ ثابت ہو جائے تو آمنا و صدقنا۔

چھٹی بات "آپ اسی خیال سے لعاب دہن اور بول وغیرہ لوگوں سے پوشیدہ کر کے پھینکا کرتے تھے" لعاب دہن اور رینٹھ کے متعلق پوشیدہ کر کے پھینکنے کا دعویٰ محض غلط اور باطل اور بے ثبوت ہے۔ رہا بول و براز تو آنحضور گھر کے بیت الخلا میں پیشاب پاخانہ کرتے تھے یا اگر باہر ہوتے تو اتنی دور میدان میں جاتے کہ لوگوں کی نظروں سے

ادھیں ہو جائیں اور یہ صرف اس لئے کہ پیشاب پاخانہ کی حالت میں تستر ضروری اور لازم ہے اور یہ ظاہر ہے کہ آنحضرت سے بڑھ کر کوئی دوسرا شخص شرم وحیا اور احتیاط اور پردے والا نہیں تھا۔ قضائے حاجت کی حالت میں غایت درجے کے پردے اور تستر کی وجہ یہ نہیں تھی کہ لوگوں سے اپنے بول و براز کو محفوظ رکھنا مقصود تھا تاکہ لوگ اس کی خوشبو کی وجہ سے اس کو متبرک بنا کر تقسیم نہ کرلیں۔ بہرحال یہ دعویٰ جہل وحماقت کی دلیل ہے۔

ساتویں بات " ایک دفعہ بول پوشیدہ کرکے چارپائی کے نیچے چھپا کر کے رکھا تھا ایک خادمہ نے خاکروبی کرتے ہوئے بول پایا تو مارے خوشبو کے اٹھا کر پی گئی" اصل واقعہ درج کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہوگا کہ اس جاہل مولوی نے اپنے باطل مزعومہ کی بنا پر اس میں کس قدر آمیزش کی ہے۔ روی ان ام ایمن شربت بول النبی صلی اللہ علیہ وسلم رواہ الحاکم والدارقطنی والطبرانی وابونعیم واخرج الطبرانی فی الاوسط فی روایۃ سلمی امراءۃ ابی رافع انہا شربت بعض ماغسل بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہا حرم اللہ بدنك علی النار (عینی شرح بخاری ج ۱ ص ۸۰۰) مفصل روایت حافظ ابن حجر نے اصابہ میں بایں الفاظ ذکر کی ہے عن ام ایمن قالت کان للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فخارۃ یبول فیہا باللیل فکنت اذا اصبحت صببتہا فنمت لیلۃ وانا عطشانۃ فغلطت فشربتہا فذکرت ذلك للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انك لا تشتکی بطنك بعد یومك ہذا (اصابہ فی تمییز الصحابہ ج ۸ ص ۲۱۴) اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ آپ رات میں کسی عذر کی بنا پر پیالے میں پیشاب کیا کرتے تھے جو صبح کو پھینک دیا جایا کرتا تھا اور حضرت ام ایمن نے ایک رات پیاس کی حالت میں پیالہ میں پانی سمجھ کر غلطی سے اس کو پی لیا تھا۔ نہ اس روایت میں بول کو چھپا کر رکھنے کا ذکر ہے اور نہ اس کے خوشبودار ہونے کا اور نہ اس بات کا کہ ام ایمن نے خوشبو کی وجہ سے قصداً پی لیا تھا۔ زیادہ سے زیادہ اس واقعہ سے یہ مسئلہ مستنبط کیا جاسکتا ہے کہ آنحضور کا پیشاب پاک ہے جیساکہ چاروں اماموں کے مقلدین یہ کہتے ہیں کہ آنحضور کا پیشاب اور خون وغیرہ طاہر اور غیر نجس ہے حافظ فرماتے ہیں۔ قد تکاثرت الادلۃ علی طہارۃ فضلاتہ وعد الائمۃ ذلك فی خصائصہ فلا یلتفت الی ما وقع فی کتب کثیر من الشافعیۃ مما یخالف ذلك فقد استقر الامر بین ائمتہم علی القول بالطہارۃ۔ (فتح الباری ج ۱ ص ۱۳۶) ۔ لیکن خود چاروں اماموں سے صحیح سند سے یہ ثابت نہیں ہے کہ وہ آنحضرت کے بول و خون وغیرہ کی طہارت کے قائل تھے۔ اسی واسطے مولوی انورشاہ حنفی مرحوم فرماتے ہیں ثم مسئلۃ طہارۃ فضلات الانبیاء توجد فی کتب المذاہب الاربعۃ ولکن لا نقل فیہا عندی عن الائمۃ الا ما فی المواہب عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی نقلا عن العینی ولکن ما وجدتہ فی العینی (فیض الباری علی صحیح البخاری ج ۱ ص ۲۵۱)

ہمارے نزدیک مذکورہ بالا روایت سے طہارت ثابت کرنا درست نہیں غلطی سے پی جانے سے کسی چیز کا طاہر ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ رہ گیا اس کی وجہ سے پیٹ میں کسی بیماری کا پیدا نہ ہونا تو شفا کبھی نجس اور حرام چیز سے بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ حنفیہ و شافعیہ اونٹ کا پیشاب ناپاک کہتے ہیں اور باوجود اس کے آنحضور نے عرنیین کو اونٹ کا پیشاب پینے کا حکم دیا تھا تاکہ استسقا کی بیماری دور ہو جائے۔ بہرکیف آپ کے بول و براز و لعاب دہن کا خوشبودار ہونا کسی صحیح یا ضعیف روایت سے ثابت نہیں ومن ادعی فعلیہ البیان . . . بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا پسینہ خوشبودار تھا۔ لیکن قطع نظر ان روایتوں کی صحت سے یہ امر قابل غور ہے کہ پسینہ کی خوشبو قدرتی تھی یا کثرت سے بدن اور کپڑے میں خوشبو استعمال کرنے کی وجہ سے۔ بہرکیف وہ روایت درج کی جاتی ہے۔ قال الشوکانی حدیث انہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطی رجلا عرق ذراعیہ و جعلہ فی قارورۃ حتی امتلات فکان یتطیب بہ فیشم اہل المدینۃ منہ ریحا طیبۃ وسموہ بیت المطیبین رواہ الخطیب عن ابی ہریرۃ مرفوعا وھو موضوع (الفوائد المجموعہ ص۲۰۵) عن ابی ہریرۃ ان رجلا اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انی زوجت ابنتی وانی احب ان تعیننی بشئ فقال ما عندی من شئ ولکن اذا کان غد فتعال فجئ بقارورۃ واسعۃ الراس وعود شجرۃ الحدیث اخرجہ الطبرانی فی الاوسط وفیہ حلبس الکلبی وھو متروک۔ (مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۸۳) معلوم ہوا کہ یہ دونوں روایتیں قریب قریب موضوع و ناقابل اعتبار ہیں۔ آٹھویں بات "حضور کے جسم مبارک کا سایہ نہیں ہوتا تھا" یہ دعوی موقوف ہے آپ کی پیدائش نور سے ثابت ہونے پر اور آپ کی پیدائش کا نور سے ہونا ثابت نہیں ہے اس لئے آپ کے جسم کا سایہ نہ ہونا بھی لغو اور باطل ہے تعجب ہے کہ آپ کا جسم دوسرے انسانوں جیسا تسلیم کرتے ہوئے اور آپ کی بشریت اور انسانیت کا قائل ہوتے ہوئے آپ کے جسم کے لئے سایہ نہ ہونا کس طرح عقل میں آگیا میرے خیال میں قطعی طور پر مولوی مذکور پکا بدعتی جاہل اور ڈھونگ ہے جس کو علم اور عقل و خرد سے مس تک نہیں ہے۔ اہل حدیثوں کو گمراہ کرنے کے لئے اپنی اہل حدیثیت ظاہر کر کے ان میں بدعت پھیلانا چاہتا ہے یا آپ نے اس کو غلطی سے اہلحدیث سمجھ لیا ہے یا لکھ دیا ہے۔ آنحضرت کی خوبیوں اور فضیلتوں سے سارا قرآن اور کتب احادیث صحیحہ بھری پڑی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں آپ سے پہلے نہ کوئی ایسا کامل اور جامع انسان پیدا ہوا اور نہ آپ کے بعد رہتی دنیا تک کوئی انسان ایسا پیدا ہوگا۔ عربی کے علاوہ اردو زبان میں اب تک متعدد کتابیں سیرت پر لکھی جا چکی ہیں۔ کم از کم انہی کو غور سے پڑھ لیا جائے تو نور نامہ جیسی بیہودہ کتاب راہ راست سے نہ ہٹا سکے گی اور آنحضرت کے فضائل کے لئے غلط اور جھوٹی روایات بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

سوال :۔ میت کو غسل دیتے وقت کس طرح رکھا جائے کیونکہ یہاں ایک فریق کہتا ہے کہ شمال جنوب کو رکھنا چاہئے جس طرح قبر میں لٹاتے ہیں دوسرا فریق کہتا ہے کہ مشرق مغرب کی طرف رکھا جائے جس طرح بیمار اشارہ سے نماز پڑھتا ہے اول فریق کہتا ہے کہ مشرق مغرب میں رکھنا گناہ ہے کیونکہ جب تھوکنا اور پشت کرنا قبلہ کی طرف منع ہے تو میت کے پاؤں کیوں قبلہ کی طرف کئے جائیں دوسرا فریق کہتا ہے کہ فتاویٰ عالمگیری میں دونوں طرح جائز لکھا ہے جس طرح آسان ہو کر لیا جاوے اول فریق کہتا ہے کہ فتاویٰ عالمگیری کی حدیث جو قبلہ کی طرف میت کے پاؤں کرنے کے متعلق لکھا ہے ضعیف ہے کیا واقعی ضعیف ہے؟ اگر میت کو مشرق مغرب میں رکھ کر یعنی قبلہ کی طرف اس کے پاؤں کر کے غسل دیا جاوے تو میت یا میت کے غسل دینے والے گناہ گار ہونگے؟ اس طرف عام طور پر میت کو غسل مشرق و مغرب کر کے دیتے ہیں۔ محمد صدیق عفی عنہ

جواب :۔ جب میت کو غسل دینے کے واسطے تخت یا چارپائی پر لٹائیں تو کس رُخ پر لٹائیں اس بارے میں کوئی حدیث نظر سے نہیں گذری۔ علماء کی رائیں اس بارے میں مختلف ہیں بعض کہتے ہیں جیسے قبر میں لٹایا جاتا ہے اسی طرح غسل دینے کے وقت بھی لٹانا چاہئے اور بعض کہتے ہیں کہ اس طرح لٹایا جائے کہ پیر قبلہ کی طرف ہوں۔ فقیہ سرخسی حنفی کہتے ہیں کہ اصح یہ ہے کہ جس رُخ لٹانے میں آسانی ہو اسی رخ لٹائیں۔ فتاویٰ عالمگیری صلہ ج ۱ میں ہے وکیفیۃ الوضع عند بعض اصحابنا الوضع طولا کما فی حالۃ المرض اذا اراد الصلوۃ بایماء ومنہم من اختار الوضع کما یوضع فی القبر والاصح انہ یوضع کما تیسر کذا فی الظہیریۃ انتہیٰ۔ معلوم ہوا کہ دونوں طرح لٹا کر غسل دینا جائز ہے۔ نہ مشرق مغرب رکھنے میں گناہ ہے نہ شمال جنوب لٹا کر غسل دینے میں کوئی ہرج۔ ہاں افضل بہتر ہے نزدیک یہی دوسری صورت ہے نہ اس وجہ سے کہ قبلہ کی طرف پاؤں یا پشت کرنا منع ہے کیونکہ اس کی ممانعت کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ بلکہ اس لئے کہ ایسا کرنے میں بیمار اور عاجز کے لیٹ کر نماز پڑھنے کی ہیئت اور قبر میں دفن کی حالت کے تو مشابہت ہو جاتی ہے۔ فتاویٰ عالمگیری حدیث کی کتاب نہیں ہے حنفی مذہب کی فقہ کی کتاب ہے جس میں حنفی علما کے فتاویٰ درج ہیں۔ بیمار آدمی کو جو بیٹھ کر نماز نہ ادا کر سکے حدیث کے مطابق شمال جنوب دائیں پہلو پر لیٹ کر قبلہ رو ہو کر نماز پڑھنی چاہئے۔ عن عمران بن حصین قال سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صلوۃ المریض فقال صل قائما فان لم تستطع فقاعدا فان لم تستطع فعلی جنب (ترمذی) قال شیخنا فی شرح الترمذی فی حدیث علی عند الدارقطنی علی جنبہ الایمن مستقبل القبلۃ بوجہہ ھو حجۃ للجمہور فی الانتقال من القعود الی الصلوۃ علی الجنب وعن الحنفیۃ وبعض الشافعیۃ یستلقی علی ظہرہ ویجعل رجلیہ الی القبلۃ ووقع فی حدیث علی ان الاستلقاء یکون عند العجز عن حالۃ الاضطجاع (تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۲۹۳)